



ڈاکٹر زاہر حسین لائبریری

DR. ZAKIR HUSAIN LIBRARY

JAMIA MILLIA ISLAMIA
JAMIA NAGAR

NEW DELHI

Rate
CALL NO. 294.5922
1684458
Accession No. 89677

SUN
COMMERCIAL PRESS
DELHI

وقایع رام چندر

مولفہ

جناب ابرٹ نیڈہم کٹ صاحب بہادر

زبان انگریزی سے اور دو میں
اصلاح جناب فضیلت آب ستر آرٹولڈ صاحب بہادر ڈائریکٹر مدراس پانچا

پندت سراج بیان صاحب

منجھر مطبع کوہ نور لاہور کا

بوجہ شکم

صاحب والا شان ڈائریکٹر صاحب بہادر مدد

۱۸۵۹ء

طبع کوہ نور لاہور میں باہتمام پندت سراج بیان منجھر کی چھاپا

وقایع راجندر

گوئی باشندہ ہندوستان کا ایسا نہیں جو راجندر کو حال سے واقف نہیں
ہندو اور سکواپنی مذہب اور اپنی ملک کی تواریخ سے متعلق کرتی ہیں مسلمان
وجود میں شک لاتی ہیں اور وہ اہل ہندو کی کتابوں کو جیوٹ جانتی ہیں اور
اونپر اعتراض کرتی ہیں۔ ایک فرقہ تو راجندر کو ایسی مراتب اعلیٰ پر سمجھتا ہے
جسکا وہ مستحق نہیں اور دوسرا بیوجہ معقول اور سکوا نظر تجارت دیکھتا ہے اس
اس صورت میں حال اور سکوا تواریخ میں صحیح صحیح درج نہیں کیا کہ وہ کئی
بتا دیا کتاب میں بیان اور سکوا نہیں۔ جو اشخاص کہ راجندر کو درجہ شہرے
پر ترسچکر عروج آسمانی دیتی ہیں یعنی بطور خانی پرستش اسکی کرتی ہیں اسے
یہ کہتا ہوں کہ الوہیت راجندر کی قابل یقین نہیں یہ خیال اور سکوا محض اسکی
راہی بر مبنی ہے۔ میری دانست میں وہ قابل التفات نہیں اور میں جلد
اسکان سے نجات کر کے قمر و ات میں قدم نہیں رکھا چاہتا ہوں یعنی میں

بیان نہیں کرتا اور نادر پرفیق لائق اس سے بہت سمجھا جاسیے کہ غرض میری تصنیف
 اس سوا کہ سی بہی کہ اور وہ کو اس امر سے مانع آؤں یا باز رکھوں۔ ثبوت در
 راچند رکے لے میری دانست میں بہت دلائل کافی ہیں کہ ذکر اوکا بند میں ہرگز
 کی زبان پر زمانہ قدیم سے جاری ہے اور حدیثیں اور سنی نسبت قوم ہندو میں ملی
 ہیں۔ سرگزشت اور سنی قریب العقل و فہم سے اور اختلاف بیانی اور میں پانچویں
 ہے پس دلائل مرقومہ الصدر اور ان شاخص کے لئے جو اس کے وجود میں شک لائی ہیں
 موجود ہیں اور وہ اس کی پیدائش کو یہ پایہ اعتبار پہنچائی ہیں اور قصد حق
 کہنے ہیں۔ پس شک و لاریب وہ کسی زمانہ میں پیدا ہوا تھا۔ منی حال پر
 کا فقط رامین سے انتخاب کیا ہے۔ مصنف اس کتاب کا دوا ایک ہی جو
 راچند رہا۔ اور سنی کیفیت کا نامون راچند کی بیان کی ہے۔ اس میں طلب
 زبان شاستری میں اور بہت سی کتابیں موجود ہیں پر وہ یا تو رامین سے انتخاب
 کی گئی ہیں یا من بعد تصنیف ہوئی ہیں۔ رامین کو اہل ہندو سوا یہ پیدنا سرور
 شاستری کی تصنیفات میں سے بہت پرانی مانتی ہیں۔ رامین دو میں ایک
 بنام ہنسنگ گور مشہور ہے ہنگالی اور اسکو مانتی ہیں اور اس پر اعتقاد لاتی ہیں۔
 بنارس کے پنڈت دوسری رامین کو اس پر ترجیح دیتی ہیں۔ دونوں میں ہم
 لحاظ الفاظ محاورات و تفصیل بیان بہت سا اختلاف پایا جاتا ہے لیکن
 دونوں میں ایک ہی ہے اس کتاب میں چوتیس ہزار اشعار یعنی اشلوک
 ہیں اور وہ ذخاست میں کتاب تصنیف ہوئی کہ یونانی زبان میں موجود
 ہے و چند ہے۔ تمام ہنسنگ گور زبان شاستری جہن وہ در اہل ملکی ہے

اور ایک حصہ دوسری زبان میں کا یورپ میں چلا گیا ہے کسی اسم کے ساتھ
اجزا کا ترجمہ زبان انگریزی وٹسن و فرانسیسی ہو چکا ہے اور تمام کتاب کا ترجمہ زبان
ایمانی میں ہی موجود ہے۔ اکبر شاہ دہلی کے عہد میں کسی داس سیراگی تاریخ
راچندر کو زبان ہندی لکھ کر شہر کیا تھا یہ کتاب عباس و عام کے مطبع
طبع اور پسند ہے۔ وہ درحقیقت و ایک کی کتاب کا ترجمہ نہیں بلکہ ایک
جدی تصنیف ہے۔ عوام اور سکول ایک کی کتاب پر ترجیح دیتی ہیں لیکن بیان
اور سکاہم شکل ہے۔ ظاہری کہ قصائی اہل ہندو اسلام کو کوئی مختصر عام
فہم تواریخ راچندر کمال تلاش و تجسس سے بھی درست پایا نہیں ہو سکتی ہے پس
واسطی رفع اس وقت اور مشکلات کے بعد مطالعہ کتب یہ رہا کہ تصنیف کیا
گیا۔ اگر نیت راچندر کے عہد کو زمانہ قدیم سے متعلق کرتی ہیں یعنی وہ بیہوش
کہ اور سکول ابھی لاکھوں برس گذر چکی ہیں پر ہم اس بات کو داخل سنہ نہیں
شہد سے کہنا کہ لاکھوں برس گذر چکی ہیں نیت آسان ہے لیکن جب دیکھیں میں آنا ہے
کہ کتاب میں یہ تو لکھا ہے کہ اس زمانہ میں عمر ہزاروں برس کی ہوتی تھی
لیکن حال مفصل اس زمانہ کا درج نہیں تو یہ تصور کرنا کہ اس کتاب کے
مقل کر نیم غلطی واقع ہوئی ہے خلاف قیاس و غیر وجیب معلوم نہیں ہوتا ہے علامہ
اسکے جب یہ شاہدہ میں آنا ہے کہ اون کتابوں میں ہند کو ساری دنیا قرار
ایا ہے اور بیان سمندر و درودہ دہی و شہد کا جکا باطل ہونا اظہر من الشمس
ہے اور میں درج ہے تو ہو یقین ہوتا ہے کہ مصنف نے غلطی کہا ہے اور تا انکہ
کوئی وجہ کافی واسطی ثبوت ان باتوں کی بیان نہ کوئی صاحب عقل و فہم

او کی رستی برا غمناک نه لادیکا - جو وقت کہ وہ قاعدی و ترکیب خسی کہ اکثر تاریخ
 واقعات گذشتہ صحیح معلوم ہوئی ہیں و اسطرح دریافت زمانہ تصنیف نامی
 عمل میں لائی ہیں تو ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کتاب بارہ سو برس قبل از تولد حضرت
 عیسیٰ مسیح یا تین ہزار سال پیش اس زمانہ سے یا تھوری ہی عرصہ قبل از عہد شاہ
 سلیمان کی تصنیف ہوئی ہے اور چونکہ مصنف کی بیان سے واضح ہوتا ہے کہ صرف
 بیس برس پیش تصنیف اس کتاب کی را میخند رکھا پر قابض ہوا تھا تو اس
 سے پایا جاتا ہے کہ را میخند را دس زمانہ میں پیدا ہوا تھا کہ جب یورپ میں شہر کی
 پرستش عظیم برپا ہو رہا تھا - اہل یورپ کی حکما جنہوں نے اس بات میں براخوش کیا
 اس بات کو ماننے میں اور تاریخ پیدائش را میخند و تصنیف کتاب جو وہ
 مقرر کرتے ہیں درج القیاس ہے *
 اب ہم حال خاندان سلطنت و سرگذشت را میخند کا قلمبند کرتے ہیں اور
 ہر بات کی واسطی جو اس کتاب میں درج ہے شلوک را مان بطریق سند موجود
 ہے - جن جن مقامات کا ذکر کہ اس کتاب میں درج ہے اذکو بہ تلاش یا کردہ
 نقوشون الحقیقہ میں نشان آتے سفر را میخند کا سرخ رنگ سے لکھا گیا ہے - اب
 نقشہ میں تو نام شہرون و اضلاع و دریا مطابق ناموں شہور حال کی اور
 میں پُرانی نام جو اس وقت شائری میں شہور تھے لکھے ہیں تاکہ جو شخص شائری
 بھی واقف ہو وہ اذکو شلوک سے مطابق کر سکے *

را میخند چھتری یا جلی قوم میں سے تھا - اب یہ قوم بنام راجپوت مشہور ہے
 را میخند درست فرمانروائی کو شلا کا بیٹا تھا اب یہ ملک کچھ صوبہ اود

اور کہ ضلع گورکھ پور میں کہ داخل قسمت بنارس ہی شامل ہے۔ حدود اس
 قلمرو کی بحالیہ بہار و دریائی گنگا کی گنگا بنی مگر حد شری مقرر دشمن
 نہتی اور سکاپا یہ تخت اجداد بیاسا صل دریائی سور جو پر کہ حالین دریائی گنگا
 کہلاتا ہے واقع تھا۔ اجداد بیاسا حالین بنام اودھ پور و معروف ہے یہ دریائی
 جیل مانسردر سی تھوڑی ہی فاصلہ پر برف کی بہار دن واقع ضلع کا دن من
 نکلتا ہے اور اب بھی وہ اس ضلع میں بنام سور جو معروف ہے۔ یہ بیان
 مصنف کا کہ مانسردر اس دریا کا فرع ہے بالکل غلط نہیں بلکہ قریب قریب صحیح
 ہے۔ یہہہ دریا بہت خوب مغرب بہتا ہے اور ضلع غازی پور سے گزر کر
 متصل حدود ضلع جھیرا متعلقہ گورنمنٹ بنگال گنگا میں جاگرتا ہے۔ باعث
 راہچہ راہل منوہ اس دریا کو پاک اور مقام تیرتہہ تصور کرتے ہیں اور ان
 دریاؤں میں سے جھکا بانی گنگا میں جاگرتا ہے یہہہ بھی ایک بڑا دریا ہے رامین
 اگر مقامات پر یہہہ لکھا ہے کہ دشرتہہ ساری دنیا کا راجہ تھا اور اسکی بڑو
 نے سمندر کو دگر نکالا اور گنگا کو آسمان سے اوتا مارا پچھلی دنون باتیں
 بالکل قابل یقین نہیں اور پہلی بات صحیح غلط ہے کیونکہ رامین من ذکر راجا
 شہلا یا شہوت کا شہی یا بنارس وانگ یا بہا گپور کا جو زیر حکم راجہ دشر
 نہتی اور جکی ریاستیں متصل تھا کو سلا واقع تھیں درج ہے اور یہہہ بھی اوس
 لکھا ہے کہ پریاک یا الہ آباد راجہ دشرتہہ کی حد حکومت سے باہر تھا پس معلوم
 ہوتا ہے کہ وہ بطور محاورہ زبان شائری روزمرہ کی گفتگو میں منحل تھا
 اس سے یہہہ نہ سمجھا چاہئے کہ وہ فی الحقیقت تمام دنیا کا راجہ تھا چنانچہ

سرخ

مانسردر

میثلا دی
 آگر دی
 پراگ

اب ہی ہندت لوک چوٹی چوٹی راجا و جہو جہو دارون کو جی جاگیر
 سرکار انگلشہ فی ازراہ فیاضی و ترجمہ بحال رکیتی من تمام برہوی کار خیر
 کہتی من۔ اسین شک نہیں کہ دشرتہ ایک پرائی خاندان من ہی تھا۔
 او سکا کرسی نامہ موجود ہی اور حال مفصل او سکی آباد اجداد کار گہو بنس نام ایک
 کتاب من ہی ہے۔ وہ کتاب زبان شاستری نظم من لکھی گئی تھی اور حال
 خاندان راگہو او سمن قلمبند کیا گیا ہے۔ اس زمانہ میں ہی ایک فرد راجو
 کو راگہو بنی کہتی من۔ وہ اپنے تین چاند اور سورج کی اولاد من سے تھی من اور
 او سبر یقین کر تی من۔ ذرا غور و تامل سے صاف واضح ہو جاویگا کہ یہ فقہ
 سرا پا لغو و دور از قیاس ہی کہو نہ چاند و سورج بڑی بڑی اجرام کر دی تھی
 جبل زمین ہی دور من بالفرض محال اگر اونکی اولاد ہی ہوتی تو شکل و نسبت
 و قد قامت من مثل اونکی ہونی چاہی ہی نہ کہ شکل انسان کہ قد و قامت
 و شبہت من اونسی کچھ ہی مشابہت و نسبت نہیں کہتا ہی۔ بانی مانی
 سلطنت کو سلا اکٹو اکٹو تھا غالباً آباد اجداد او سکی خاندانی تھی۔ دشرتہ کا
 خاندان اکٹو اکٹو سی پنتیسویں پری تھا۔ بامین وفات اکٹو کو ویدیش
 دشرتہ غالباً سات سو برس کا عرصہ گزرا ہوگا۔ دشرتہ کی بزرگوں من
 ہی ایک شخص ساگر نام تھا کہتی من کہ او سکی بیٹوں فی سمندر کہو در کنگا لا اور
 اسی وجہ سے اس زمانہ سے آج تک سمندر کو ساگر کہتی من مشہور ہی کہ ساگر
 کی بونی تھا گہر تہہ فی گنگا کو ایسی زریعہ دی کہ وہ آسمان کار آہنہ چوکر
 شوئے سر را گری جابجہ عرصہ دراکت شو کی جا کی بالون بر کرتی رہی اور

इच्छाकु

दशरथ

सगर

भागीरथ

ہر طرح کی طرف مایل ہو رہے ہیں جاگری اس سبب سے اس دریا کو بہا کی
 کہیں سے۔۔۔ ان قصص لایعنی دیہودہ کو اب کوئی سواری اطفال نادان اور
 جہلا کو یقین نہ کرے گا کہ نہ بخوبی دریافت ہو چکا ہے کہ لنگا لنگو تری سے کہ ایک
 سلسلہ پیاروں کا کوہ ہمالیہ میں سے نکلتی ہے اور یہی بخوبی تختیں ہو چکا ہے
 اور سب جاتی ہیں کہ جس جس جگہ پیار سخت پیاروں کا ہو گا اس سے اس
 جگہ سے بالضرور پائینکی دھارا نکلتی ہے۔ ایسی ایسی ہیئت سے دھارا کی منہ سے
 دریا بن جائے اور پانی اس کا بہتا ہوا سمندر میں جا کر تباہی اور سمندر میں
 بنجار بنکر اور چائے اور شکل بدل نمودار ہوتا ہے اور ہر صورت منہ میں
 پر کر کے سمندر میں جا داخل ہوتا ہے اور اس طرح آمد و رفت پائینکی رودی زمین
 پر جاری رہتی ہے۔ غالباً شوکی جہاں سے ہمارے لڑے جہیز لڑی دگھاس
 بہ گھرت ہوتی ہے۔ وہ پائینکی سدرہ ہو کر اسکی زقار کو روکتی ہیں *

ایسی قصص بعد از عقل و دور از قیاس ہے کہ آباد اجداد را مجذرا ولا چاند
 اور سوچ کہتے اور لنگا آسمان سے شوکی جہاں گرتی تھی جو شخص عامی عقائد
 لاوی کوئی مانع نہیں لیکن اگر وہ رستی یا نارستی اس بیان کا امتحان کیا جائے
 تو لنگو تری میں جا کر دیکھ کر کہ لنگا دھان برف میں سے بہ کر نکلتی ہے اور چاند
 سوچ کو دور میں سے نظر کرے کہ وہ کسی اجرام میں اور تب اپنی قیاس کو کام
 لاوی کہ آیا ممکن ہے کہ ایسی اجرام کی اولاد شکل انسان پیدا ہو *
 راجہ دشرت کی زمین راہبان تھیں۔ ایک کا نام ادن میں سے کو شلا تھا اور
 والدین کا حال کچھ معلوم نہیں بریقیناً وہ متوطن کو سل کی ہوگی۔ دوسری

*
 آجوتری

*
 کوسل

کے کیا
کے کیا
سومینا
مرا

رانی کا نام لگتی تھا۔ وہ بی بی راجہ کی کیا دس کی تھی کہ پنجاب کی سیٹھوں میں
ماہین دریا کی بیاس و پنجاب واقع ہے شاید کہ وہ دس خود نور پور یا نور پور
متعلق واقع تھا۔ مہرے رانی کا نام سویترا تھا۔ وہ راجہ گدھ کی بی بی
تھی گدھہ حالین بنام بہار یا پٹنہ معروف ہے علاوہ ان تین رانیوں کے
ادس کی حرم سر امین اور نہایت سی عورتیں تھیں اور یہ حقیقت کثرت رہنوی
موجب دفع و ان مصائب کی ہوئی جو جن جات اور سپر عاید ہوئے عقل و
انصاف مقتضی اس بات کی نہیں کہ ایک مرد ایک عورت سے زیادہ سے
یا ایک عورت کوئی خاوند جن جات اپنی پہلی خاوند کے جس جگہ کہ جاہل کو
رہتی ہیں اور جس جگہ رسوم بد عادات ناشائستہ جلد رواج پاجانی ہیں و
اشخاص متحمل و آلودہ حال و صاحب اختیار راہ نیک سے منحرف ہو کر بدی
بکھڑا بل یا ترکب افعال بد ہو جاتی ہیں اور طریقہ بد پر چلی گئی ہیں اور
جو کہ وہ حرکات بڑی آدمیوں سے سرزد ہوتی ہیں غریب اور کمزور داخل عیوب
بہین سمجھتی ہیں باوجودیکہ دشمنی کی اتنی رانیاں تھیں برادس کی گہر کوئی مٹا
تھا اور کسی دکن کمال آرزو یہ تھی کہ ایک لڑکا اور کسی گہر پیدا ہو جو بعد اس
وارث ناچ و تخت بنے۔ اور یہیہ ارادہ دلین پٹانا کے انجید جگ یعنی
گہڑی کی قربانی بطریق رسم معمولی اہل ہندو کوئی ناکہ دیوتا خوش ہو کر اور
مراہوری کرین پس واسطی انصرام اس مہم کی ایک رکھی یعنی عابد کو کہ
بنام رکھی ترنگ موسوم تھا سلطنت انگ سے کہ حالین بنام بیگل پور مشہور
و معروف ہے اور دریا کی گنگا پر گوشت نکال میں واقع طلب کیا

کشیتری

بہ شخص کیلکامیاب تھا اور راجہ دشرتھ کی بیٹی اور سوسوب نہی اس سان
 واقع ہوتا ہے کہ برہمن اوس زمانہ میں چتر یون کی قوم میں بھی شادی کر لے
 تے اور یہ امر جیسا کہ اب ممنوعات سے یہ دیکھا اوس زمانہ میں تھا
 سب جانتی ہیں کہ راجہ ونواب اس زمانہ کی اپنی اوقات غیر کویش
 عشرت میں رایگان گھومتی ہیں اور لغویات میں اوقات بسر کرتی ہیں
 کیلکامیابی اور یہودی کی صورت اوسے نظر نہیں آتی یہ وہ شب و روز
 خطوط نفسانی میں محو رہتی ہیں۔ اب دیکھو کہ راجندر کی اوضاع و اطوار
 کیسے ہے اور اگر جاسو تو اس بیان کو جو نسبت اوسکی خصلت اور
 کے اس جاسی درج کیا جاتا ہے فقرات اصل کتاب سے مطابق کر دو اسکے
 والدین دیہائی و دوست و عوام الناس سب اوسکی اوضاع و فعال
 بہت خوش تھی اور اوسکی محبت و مینشینی بدل جاتی ہے۔ وہ ہر شخص سے
 بہ نرمی و ملاصبت کلام کرتا تھا اور جب کوئی اوس سے سخت زبانی کرنا
 تو وہ جواب اوسکو بہ نرمی دیتا تھا وہ علما و فضلا و اشخاص حمیدہ خصال
 و پیران سال کی محبت سے بڑا محظوظ ہوتا تھا۔ وہ بڑا صاحب عقل و فہم
 و شیریں گفتار تھا۔ وہ بڑا بہادر و صاحب غم تھا لیکن وہ کبھی اپنی
 بہادری پر نازان نہ تھا اور نہ اوسکا فخر کرتا تھا وہ بڑا صاف دل و سپور
 طبع تھا اور بزرگوں اور بزرگواروں کا بڑا ادب کرتا تھا اوسکی مقلقین اور
 بڑی محبت رکھتے تھے اور اوسکو بدل جاتی ہے۔۔۔ رحم او بہمن بدرجہ شہ
 تھا غصہ کو اپنی قابو میں رکھتا تھا سلطنت و حکمرانی کی کچھ آرزو اوس

دلین تہی اگرچہ وہ بخوبی جانتا تھا حق و راست مجھ کو ہونچا ہی ترفی عقل ہم
 کو عروج و اختیار دینوی پر فائق سمجھتا تھا اقرار کا پورا تھا طبیعت اپنے
 قصہ میں رکھتا تھا جو ارادہ کہ دلین لانا اس پر مشغول رہتا تھا یعنی
 بولنی کو زندگی و خوشی پر ترجیح دیتا تھا یعنی سچ بولنی میں اگر زندگی و خوشی
 دونوں جانی رہیں تو پر دانہ کرنا تھا اس طرح یہ نیک مرد بزرگ خصلت
 سن بلوغت پر آیا جب مکت کہ وہ چودہ برس کا ہوا۔ حال اس کا اگر
 بیان گذشتہ کی اور کچھ معلوم نہیں۔ چونکہ وہ راجہ کا بیٹا تھا اسلئے
 اوس نرس سپاہ گری میں تعلیم پائی تھی۔ تیر اندازی میں قادر تھا قتل
 از ایجاد باروت و گولہ ولایت یورپ میں اوں آلات جنگ میں
 چوڑے جاتی میں سوائے تیر و گمان کی کوئی اور شغل تھا اوس وقت میں
 ایک رگہی با عابد موسوم بنام دشوا تراجو دیبا میں آیا اور راجہ
 یہہ ہند عا کر فی لگا کہ مجھ اور اور چند رگہیوں کو جو ترک دنیا کر چکے
 تھے میں مدد دو اور دشمنوں کی ہاتھ سے محفوظ رکھو اور آیا کرو کہ وہ اگر
 رسوم قربانی میں کس طرح خلل انداز نہوں۔ رگہیوں کی دشمنوں کو ہتھ
 رکھیں گہنی میں لیکن قیاس آیا جانتا ہی کہ وہ دراصل اشخاص و خوش
 سیرت و بہائم سریرت تھے اور جنگیوں میں لوٹ کر گذر اوقات کیا کرتے
 تھے۔ در شرتہ فی اس بات کو اول اول قبول کیا کیونکہ راجہ راجہ
 سبب خود رسالی قابل جنگ تھا لیکن باعث بغر و الحاح دو اور
 ہارنا چار قبول کرنا پڑا۔ راجہ راجہ بہا کی کی اس دفعہ دار

سہراہ رکھی کے بغرم سفر جنگ گہری باہر نکلا وہ دریای سر جو کی خوب
 ساحل کے کنارے کنارے روان ہوئی اور اعظم گڑھ وغازی پور کی ضلع
 گدہ کہ وہ مقام پر پہنچی جاکہ دریای سر جو دریای گنگا سے جا ملتا ہے اور
 وہ مقام جہر اسے بہت قریب ہے اس مقام پر دریای گنگا سے انہوں نے
 عبور کیا اس جانی راجندر پانگی آواز کا شور شکر بہت حیران ہوا اور
 دشواستر فی راجندر سے حال منع دیکھا جو کچھ اس کو معلوم تھا بیان کیا اور
 علاوہ اس کی اور حال زمانہ قدم کا نسبت اُن ملکوں کو اُن سے سنایا۔
 القصد بعد ملہ توڑی مسافت کی افضل قلعہ کبیر واقع ضلع شاہ آباد ضلع
 احاطہ بنگالہ میں داخل ہوئی اس ضلع میں کسی جانی پر مقام ان کہیوں کا
 تھا۔ راجندر فی دیان جا کر اُن کی دشمنوں کو قتل کیا اور اُن کا سردار
 مائیسج مجروح ہو کر جنوبی اضلاع میں ہیاگ گیا یہاں راجندر کو پہنچا جو
 کہ مقام متھلا جو زمانہ حال میں ترہوت کہلاتا ہے اور دریای گنگا کا شمال میں
 واقع ہے ایک بڑی قربانی ہونیوالی ہے اور راجندر کی لڑائی کی شادی
 اس شخص سے شہری کی جو ایسا زور آور ہوگا کہ ایک بڑی سرکار کے کھنجر
 چلا دے گا۔ یہ خبر سن کر راجندر سے اپنی بہائی کی دوست گروا نے ہوا
 وہ درون دریائی سون سے عبور کر کے گدہ یا بہار میں داخل ہوئی اور
 دریای گنگا سے متصل قلعہ بارہوگر ضلع ترہوت میں کہ اس زمانہ میں نام
 وہ بھی مشہور و معروف تھا جا داخل ہوئی۔ اس کا دار السلطنت متھلا
 تھا ترہوت نہ پینی سے تعلق ہے اور وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے کہ وہ زمین

ماریچ

जनक

सोन

विधेय

निक्षेपी

در باؤن بک و کوسی و گنگا سی محد و دی کہی مین کہ شہر شہلا دی تہا جہا
 زمانہ مین جبک پور کہلا تا ہی اور نیال کی غم و مین دفع ہی۔ راجہ ترہوت
 غالباً اونی بڑی خاطر داری و تواضع سی پیش آبا ہوگا۔ راجہ راجہ اسقدر
 فوی بازو زور آور تا کہ اونی یکبارگی کھنجر کمان کرد و کڑی کر ڈالے
 بیدہ طریق زور آزمائی کچھ بندہ ستان مین ہی مشعل سنیں بلکہ اور کچھ
 ہی رواج اوسکا جاری ہے۔ ستار راجہ جبک کی ٹپی بڑی جین تھی وہ
 اپنی باپ اور ملک کی نام سی بنام جبک و شہلا دید ہی شہور و معروف
 تھی۔ راجہ جبک کی گہر کوئی اولاد سوا اس شہنی لڑکی کی نہ تھی۔ وہ کہ
 لڑکی کو ایک کہیت مین سی جان اوسکی برحم والدین اوسے چور گئے تھے
 اوٹھالایا تھا۔ ایسی ہی صورت نور چان سلیم جیاگیر شاہ کی تھی یعنی
 اوسکی والدین ہی اوسکو میدان مین چور گئے تھے اور بادشاہ اوسکو
 وہاں سی اوٹھالایا تھا۔ اس طرح کی باتیں کچھ شاذ و نادرات مین
 بلکہ اکثر وقوع مین آتی مین چونکہ بی اجازت باپ کی شادی کرنا لازم
 نہا اسواسطی راجہ راجہ فاصد بیجک باپ کو طلب کیا تاکہ وہ شہنشاہ
 ہو لکھا ہی کہ فاصد جا روز کی عرصہ مین اچو دیامین ہو پھر اور دشر تہہ
 اونی ہی عرصہ مین راجہ راجہ کی باس اچو نچا چون با مین جبک پور و چو
 فاصلہ بعید ہی تو غالباً ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اس بیان مین کچھ غلطی واقع
 ہوئی ہی۔ القصہ جبکہ دشر تہہ مع دو بیانیون اور بیون کو وہاں
 جا پونچا تو ایک ہی روز مین چار دن بیون کی شادی ہو گئی۔ راجہ راجہ

سیتا

دلہن کی شادی راجہ جنگ کی دونوں بیویوں سے اور شترگن اور بہت
کی شادی ادسکی دو عمو زادوں سے ہوئی +

بیان گذشتہ سے واضح ہوتا ہے کہ اطفال خورد سال کی شادی کرنا
راجہ قبل از عہد راجہ نہ تھا۔ اس رسم میں صرف اس زمانہ
سے رواج پایا ہے۔ بعد شادی کردہ بڑی توک و نان سے براہ خلق
ترجوت و غیر ایسا رن و گور کہ پورا جو دیبا میں ہوئی۔ اشارہ
میں ملاقات انکی ایک بڑی شہر بن میں سے ہوئی کہ بیادری شہر
آفاق تھا و دو مہر پورن کا جانی دشمن نام ادسکا پرہم تھا۔ شہر
میں سے پتھری لڑائی میں قتل ہوئے۔ آوارہ شاعت و جو اندر
راجہ راجہ و حال توڑنے کھان کا مقام متلاش کردہ مقابلہ کیا تھا۔ قتل
ملاقات اور شہر راجہ سے کہا بانو میری سانبہ گشتی کر دیا اس کمان کہ
میرے ساتھ ہیں سے کہیں جکر دیکھاؤ۔ راجہ راجہ کی اگر تو یہ کہہ پوری بات
نہیں اور شہر کو کھان میں رہ کر اپنی مخالف کی طرف چھوڑا اور وہ
غرق عرق و خجالت ہو کر مقابلہ سے باز آیا حسب اجودہ سیاہین داخل ہوئے
نوادہوں کی کوچہ بازار کو مصفا دار استہ پایا اور لوگوں کو واسطے
تہنیت و مبارکبادی کی آمادہ۔ چند روز بعد ادسکی بہت معاف
چھلکے کہ بنام تو راحت سو سو مہا اپنی داد کی ملازمت کی الم شہر
گرد راجہ واقعہ لکھا دیکھ کہ مملکت پنجاب میں ہو گیا۔ راجہ دسک
جب دیکھا کہ ادسکی اعضا سبب پیری و صیفی کی ناتوان ہوتی پائی

اور انتظام امور ریاست جیسا کہ چاہیے دلیا استی ممکن نہیں تو ادنیٰ بہ چاہا
 کہ راجہ چند کو اپنا جانشین مقرر کرے اور صلاح و شورات امور ریاست میں
 اوسے شریک کرے کیونکہ وہ جوانمردی و فضیلت کے سبب لائق مہمانی
 تھا۔ حین جات میں جانشین مقرر کرنا ولایت یورپ میں ہی جاری ہے
 کیونکہ اوس سے اندیشہ نفا بعد وفات بادشاہ کے چاہتا رہتا ہے۔
 طیاریان واسطی سرانجام اس امر اہم کی جو مرتب خوشنودی خاص عام
 تھا۔ ہوری تہن کی لگی بہت کی والدہ کی ارادہ ملک و شریہ کو امن
 سے باز رکھا۔ لگی یہ چاہتی تھی کہ اسکا بیٹا بعد و شریہ کی تخت نشین ہو
 و شریہ کی سابق اوس سے یہ قرار و عہد دیا گیا تھا کہ جب کبھی مجھ سے
 دو باتوں کی درخواست کرے گی میں بلا غدر و اذ کو منظور کروں گا۔ چونکہ
 یہ قول و قرار سابق ہو چکا تھا تو لگی نے موقع پا کر اسند عالی کے راجہ
 کو ہم اسال تک جھگل میں جلا وطن رکھو اور بہت کو اپنا جانشین مقرر
 و شریہ کی بیاس اس قول و قسم کے اس درخواست کو منظور کیا بیان
 سے صاف واضح ہے کہ گیسو شایع بد متعدد زوجہ کی ہونسی بد اسوئی میں۔
 اذ کی نگاہ انصاف اور حق کی طرف نہیں ہوتی وہ شرط انصاف
 سے گذر کر خنی الاسکان اپنی اپنی بیویوں کی ترقی و مایج و یہودی کردار
 سے گوشش عمل میں لاتی ہیں۔ یہی باعث موجب بربادی خاندان
 شاہان ہند ہوا ہے اور کوئی خاندان اس باعث سے اساتباہ نہیں ہو سکتا
 جیسا کہ شاہان اہل اسلام دہلی کا ایسے شخص بہت ہی کم ہیں جو آج

علم صریح کہ اس طرح متحمل ہوں اور کچھ بھی آثار ظالم چہرہ پر نہ لادیں جیسا کہ
 راجہ چندری پر ظہور میں آیا اگر وہ چاہتا تو فوراً سلطنت پر قابض ہو جاتا
 اور رعایا اس کی مدد کرتی اور اگر سب سے بات راجہ چندری پر ظہور میں آتی
 وہ سلطنت پر قبضہ کر لیتا تو دشمن بہت بھی ہیبت خوش ہوتا لیکن راجہ چند
 کری دین بلند نظری یا غصہ یا کینہ یا خواہش انتقام در او نہیں رہتی وہ
 بڑا عالی حوصلہ تھا۔ وہ یہ سمجھتا تھا کہ مجھے نہیں جڑے کہ میں اپنی باپ
 قول کو پورا ہونے دین اور اس میں اس طرح مارج ہوں پس اس نظر سے
 دوستی ترک دعویٰ ریاست کیا اور جلا وطن ہونے کی کئی طواریاں کر لی
 چلتی وقت اس نے باپ سے صرف یہہ ہستد عالمی کہ سب سے والدہ کی
 خیر کئی رہنا جب خبر اس کی جانے لگی شہر ہومی تو اس کی بہائی بھین اور
 والی سستانی ساتھ جائیکا قصد کیا چنانچہ انہوں نے پوشک شامانہ
 وجہ اہرات اوتار کر لباس فقرا نہ زیب تن کیا اور وہ اپنی اپنی جگہ
 لیکر اوج دیاسی رخصت ہوئی لوگوں کو اس کی جانے پر غم ہوا اور دشمن
 بجا لیت پیری و ضعیفی گرداب مایوسی میں پڑا قصہ راجہ چندری پر
 اپنی بہائی اور رانی کی جنوب کی طرف رخ کیا اور ایک شب انہوں نے
 دریا میں تھما بانوس پر چمک کنارہ پر غم گدہ واقع ہوئی سب کی سیر انہوں
 دریا میں گونئی سی جیسے لکھنؤ واقع ہوئی اور بمقام سرنگا در کہ حاکم
 سرنگر پرورد کھلتا ہی اور پرگنہ نواب گنج میں واقع ہو جا پہنچا اس جگہ

کوہ سردارن دیک ایک قوم باہی گیر ہی سکونت رکھتا تھا وہ اذکی سی
 بڑی خاطر داری سی پیش آیا اور دوسری دن اوسو دریا کی لنگائی میں
 دریا میں اوتا رہا جہتی چلی را مجذرا سوا اپنی بیانی اور رانی کی پر باک با
 از آباد میں میان لنگا و حنائی میں جاد اعلیٰ ہوا۔ یہ تمام ملک جو اس
 زمانہ میں زور برادر حاصل سی اوس عہد میں ایک جنگل وسیع غیر آباد
 تھا اور ویرانہ پرا ہوا تھا۔ چونکہ وہ اوسی روز کی عرصہ میں حدود و قیود
 سی گذر گئی تھیں سی ثابت ہوتا سی کہ وہ ملک کی ملک تھی نہ ہی
 بقا پر باک جو ہندی بڑی عبادت گاہ سی اور جکودہ برا تبرک مقام تھی
 چھوٹی زمین ایک کئی سو سو مقام بہار دوج شرم مینا تھا اوسو را مجذرا سی
 خاطر داری سی تو اس کی اور کہا کہ اسجا سی قیام تھی اور بقیہ عمر سی
 را مجذرا سی درخواست کو منظور نہ کیا محض اس نظر سی کہ پر باک سی
 بہت قریب سی اگر وہاں شہر بن گے تو غالباً اکثر لوگ وہاں سی آکر
 وق کرین گے اور عبادت میں خلل ڈالیں گے۔ اندون میں تو قلعہ شہر
 آباد وہاں موجود سی مگر اوس زمانہ میں اوس مقام پر صرف ایک سی
 اوس رہتی کاتھا اور کوئی اور عمارت سوا اوس مکان کی وہاں کئی سی
 نہ تھی۔ اب تک وہ مکان اوسی نام سی شہر و عرف سی۔ اکثر لوگ
 یہ خیال کرتے ہیں کہ اوس مقام پر دریا کی لنگائی ایک اور دریا موسوم
 سرسوتی مٹی سی بہہ خیال اذ لنگا محض غلط ہے جو شخص چاہی وہاں جا کر دیکھ
 بہار دوج فی اذ کو اسجا سی سمجھایا کہ دریا کی جنا پار مقام خیر کوٹ قیام

...

सरस्वती

विष्णु

کرد اور پیریاگ سے بہت دور نکلاؤ۔ القصہ راجندر مہاراجہ نے بیانی اور مدانی
 کے بعد وارنگھات سے تختہ کلری پر جہا پار ہوا کیونکہ گیارہ برس کوئی کشتی نہ تھی
 اور نہ کوئی گانوتہا کہ دھان ٹھہرا بعد عبور دریا وہ پرگٹہ منقطع بانڈا میں
 جا داخل ہوا ایک شب وہ رام نگر میں رہی اس مقام پر اب بھی ایک سندر
 عظیم الشان ویرانہ ٹھہرا ہوا ہے اور غارت اور کشتی تہہ ہو گئی ہے۔ انرض
 دوسرے دن وہ دایک کی پھاڑون کی آخری منسل گانوتہا پر گئی کہ دریا میں اونٹن
 سے پار اترے اور اونٹن کی دایک کی پھاڑون سے اگر اسکی بڑی تعظیم و تکریم
 کی ہے ابھی دایک کی جینی چند سال بعد اس واردات کی راہ میں بنی راج
 راجندر کی لکھی بعد ملاقات اونٹن کی دریا چہ پستی سے کہ منسل خبر کوٹ
 کے دریا میں منڈا لئی سے ملتا ہے عبور کیا۔ خبر کوٹ ایک بڑا شہر منسل
 علاقہ بانڈا میں واقع ہے یہاں سوچکر راجندر اسکی ہمارے ہوں کی گانوتہا پر کہ
 ایک سلسلہ تنہا پہاڑ کا علاقہ بانڈا کی اہر جاگیر است تبدیل کینڈ میں واقع ہے
 مقام کیا اور اسکو جای سکونت اپنی قرار دی۔ زمانہ حال میں اس مقام پر
 منڈا تعمیر کی ہوئی ہیں اور سافرون کی واسطی جو سال ببال دھان امداد
 کرنے میں پہاڑ کی گرد ایک سڑک پختہ بنی ہوئی ہے۔ اس مقام پر راجندر
 سے اپنی بیانی دینی بی کے ایک چھوٹری میں جو درختوں کی شاخوں سے
 اپنی ہوئی تھی بخوشی تمام رہنے لگا اور تیر و کمان سے نیکار کر کے اپنی اوقات
 گزارا۔ اس بیان سے واضح ہے کہ اس زمانہ میں گوشت کھانسی ممانعت
 نہ تھی بلکہ راجندر اور اسکی ہمراہی بخوشی تمام رات میں گزرتی رہی کیونکہ

पयस्विनी
 मंदाकिनी

وہ مرتکب کسی گناہ کی نہ ہوئی تھی جو موجب رنج کا ہوتا اور انکی خوشی میں
 ڈالتا۔ وہ باہم محبت بدرجہ کمال رکھتی تھی۔ اس عرصہ میں دشرتہ اپنی عزیز
 بیوی کی سفارت کی غم میں اس جہان فانی سے گزر گیا اور اراکین سلطنت حیران
 ہوئی کہ اب کیا کریں گوئی بٹا دشرتہ کا اسجاسی موجود نہیں جو سلطنت کو
 تہامی اور باب کا کر یا کر م کری کیونکہ وہ بادشاہزادی نو جلا وطن ہو گئے تھے
 اور ہیرت و شترگین وہاں موجود تھے وہ دونوں اپنی داد کی ملازمت کے
 واسطے گئے تھے اور چونکہ کر یا کر م کر نیوالا کوئی موجود تھا اور اراکین سلطنت
 مجاز تھے کہ اس رسم مذہبی کو بجا لاتی اسلئے انہوں نے راجہ دشرتہ کی کشتی
 کو ایک بڑی تیل کھپے میں رکھ کر چھوڑا اور ہیرت کی طرف قاصد روانہ
 کئے۔ وہ سرعت تمام سمیت مغرب کوچ کر کے سلطنت او وہ ضلع شاہجا
 ویداؤن و مراد آباد واقع علاقہ بندل گنڈین سے گزر کر میٹھ میں پہنچے
 کیونکہ وہ متصل بہتاپور گنگاپار ہوئی تھے وہاں سے وہ شمال مغرب
 کی طرف گروانہ ہوئی اور مقام گورکھ پور کے پاس جو متصل تھانہ کے راج
 سے جہا پاراوتری اور متصل لدھیانہ اوہون نے دریائی سطح یا تدر
 عبور کیا اس دریایاں ہو کر جالندردو آب واقع پنجاب میں جادخل ہوئی
 وہاں سے اس کے بڑے گراہ دریا سی بیاس سے عبور کر کر بارہی دو آب میں
 پہنچے پھر یہ معلوم کہ اوہون نے کونسا رہستہ لیا۔ وہ تھوری ہی عرصہ
 بعد مقام کو دراج کے پایہ تخت لگی تھا چاہوئی چونکہ کو دراج کی منہی ہائی
 میں تو اب قیاس چاہتا ہے کہ وہ شہر کے مقام پر متصل غور پور و رور

ऐरावती

चंद्रमाला

ضلع کانگرہ کو ہستان جنوبی ہمالیہ میں ہے جو گاہ۔ برہمہ بات قباہی
 پر تحقیقی نہیں۔ ہر چند یہ بات شدت لوگوں سے پوچھی گئی لیکن کسی سے
 جواب کافی نہ ملا اگر قاصد آگے گئی ہوتے تو وہ بیشک دریای ابراوٹی
 یا راوی اور دریای جندربیا گاہ یا چاب سے عبور کرتے لیکن چونکہ
 دریائوں سے پار ہو سکا ذکر کتاب میں درج نہیں تو گمان ہوتا ہے کہ انہوں
 ان دریائوں سے عبور نہ کیا ہو گا جس رستہ سے قاصد گئے ہوں اور سی
 رستہ سے بہت ہی طرف اوجڑ گیا کی مراد جت کی اور جب وہ وہاں
 پہنچا تو ادنیٰ خبر جانکاہ اپنی باپ کی وفات کی سنی کیونکہ قاصد کو
 حکم تھا کہ خبر وفات و شہید بہت کو اوٹھک میں نہ سنا دین اس طرح
 جانکاہ کی سننے سے وہ بہت غمگین ہوا لیکن جب اسکی والدہ نے کہا کہ
 جلا وطن سے اور غم وارث تاج و تخت باپ کی ہو تو غم اور سکا یکبارگی
 تبدیل بغضب ہوا اور ایسا جوش و خروش میں آیا کہ انہی والدہ کو
 اس شہادت و بددلتی کی واسطی سخت دُست کہنی لگا۔ سلطنت حکمرانی
 سے ادنیٰ قطعی انکار کیا اور کہا کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ فوراً اپنی بیٹی کی پاس
 جا کر انہماں کروں کہ بیان آؤ اور سلطنت موردنی اپنی کی لو۔ بہت سے
 یہ کام بڑا نیک ظہور میں آیا۔ بہت سے کم اشخاص ایسی فراخ حوصلہ
 میں کہ ایسی سلطنت وسیع کی قبضہ میں لے کر دست بردار ہوں۔ بہت
 بعد ادنیٰ رسمیات مذہبی اپنی باپ کی معیت میں جوگان و جملہ فوج و کارکن
 سلطنت طرف حیرکوٹ کی باہر ارادہ ردانہ ہوا کہ را مجذرا کو لا کر تخت

کرے وہ دریائے ٹولس اور گوتی سی عبور کرے اور گوباسر دار قوم سی
 نے اونکا ایزادہ سُکر اڈنگو گنگا پار اوتار دیا۔ رستہ میں وہ بہار وراج
 سی ملائی ہوئی۔ بہار وراج فی بہرت کو بھیجا کہ اپنی والدہ کا تصور مٹا
 کر دے کیونکہ میعاد جلا وطنی را مجنڈر کی تو گذر ہی جا دیگی پر ادسکی داسی بڑی
 شہرت و عزت حاصل ہوئی اگر وہ جلا وطنی میں میعاد متفرق باب کو کبر
 کر گیا۔ القصد دوسری دن وہ الہ آباد کی پاس دریا میں جہاں سی عبور کر کے
 ضلع باندہ میں پہنچی اور چتر کوٹ میں داخل ہو کر بہرت و شنگھن فی بعد
 تلاش و تہسس اپنی بہائی کی جہو بہتری کو پایا اور را مجنڈر کی پاس جا کر یہ عجز
 و نیاز التماس کی کہ ابو دیبا چلو اور اپنی باپ کی گدی پر بیٹو و حکمرانی
 کر دہم تمہاری متابعت کریں گے۔ پہلی سب بہائی باہم بغلیں سمجھے
 اور طرفین کی دلون میں جہنگ تہی سب رفع ہو گئی سمجھ کر کہ بہاؤ
 محبت گنج فارون سی ہی بہتری جو سخاوت کہ را مجنڈر کی معتقد ہیں اور
 اوسکا نام ورد زبان رہتی ہیں ادھنیں لازم ہو کہ دسی پادشاہ محمد
 و افعال برگزیدہ اختیار کریں اور اوسکی پیروی۔ القصد نیون یگان
 ہی اپنی بیٹون سی ملائی ہوئیں اور ادھنوں فی را مجنڈر سی درخواست
 کی کہ ابو دیبا چلو ہر چند اوسکو اسباب میں تمناش کی پر ادھن ایک
 نہائی۔ را مجنڈر فی غم بالغیرم کیا تھا کہ جب تک میعاد جلا وطنی
 ختم نہ ہو جاوی اور اوسکی باپ کا اقرار پورا نہ ہو تب تک اپنی وطن کو
 مراجعت نہ کرے گا آپہنات پر فایم رہنا را مجنڈر کے لئے کہ ضرور ہی تھا

کیونکہ گلی جو موجب اوسکی جلا وطنی کی ہوئی تھی خود بہ گریہ و زاری معافی کی
 خواہان تھی اور اوسکی باپ کو عہد و پیمان سے بری کرتی تھی اس بیان سے
 واضح ہے کہ راجندر پرا صاحب حوصلہ تھا اوسکی اوصاف حمیدہ و تعال
 برگزیدہ کا قبح کرنا کیا اچھا بات ہے۔ جب بہت بڑا دیکھا کہ ہمیشہ کارگر
 نہیں ہوتی تودہ اجدادیا کی طرف واپس چلا اور رخصت کر دت راجندر
 سے کہہ گیا کہ تمہاری اتنی بکٹ سلطنت کو بطور امانت رکھو نگاہیں وسطی
 فرمان برداری و متابعت کی راجندر کی پانوش کشا کی سرپر کہہ کر دیا
 روانہ ہوا۔ بہت فی اجدادیا میں جانیہ انگار گیا اور متصل اجدادیا میں
 نند گرام کہ حال میں نند گام کو کہلاتا ہے قیام کیا۔ راجندر نے جب دیکھا کہ
 مقام اوسکی سکونت کا لوگوں کو معلوم ہو گیا ہے اور وہ اب وہ دہان
 اوسکی دف کرین گی اور اوسکی عبادت میں خلل ڈالیں گی تو اوسنی بہہ اڑا
 گیا کہ ہمراہی لہجہ میں دستا اوس جھل کی وسط میں جسک کنارہ پر اب رہتی ہے
 جا کر سکونت اختیار کر لی۔ اس جھل کو ڈنڈک اربنا کہتی ہیں۔ وہ اب
 وسیع تھا کہ تمام وسط ہندوستان اوسمیں داخل تھا۔ اس زمانہ میں
 وہ جھل کہیں نظر نہیں آتا ہے اور ہر جگہ اب گانود شہر آباد ہو گئی ہیں۔
 اقصیٰ راجندر ملک و کہن کو چوڑا کر خوب کی طرف روانہ ہوا اور یسوی
 دریا سے پار ہو کر وندیا پہاڑوں پر چڑھا اوسکی صرف بہہ دو مقام نقشہ
 میں درج ہیں انہو اور بہت۔ وہ دونوں حدود بانڈہ پر واقع
 ہیں بہت سی رہتی تھیں اوس میں سکونت راتھی تھے اور خیالات

۱۹۹۶
 ۷

نندیگام

دھیکارام

دھیکارام

دھیکارام

دھیکارام

مذہبی و عبادات خالق بن روز و شب مشغول رہتی تھی بہتر تو یہ نہا کہ وہ
 نہا نہ کرنی اور دنیا میں رہ کر خلافت کو فائدہ پہنچانی۔ یہ ممکن ہی نہ تھا
 اس شخص سبب اعمال قبیح و گناہ کثیرہ حکم حاکم جلا وطن ہو کر جیل میں بھیجی
 ہوئی اور لوٹ پرانی اوقات بسر کرنی ہوئی۔ جن ملکوں میں آبادی
 بہت کم ہے ان میں یہ بات بائی جاتی ہے یعنی وہاں لوگ جلا وطن ہو کر
 جیلوں میں بسر کرتے ہیں اور چونکہ ان کی فراج میں دشت ہوتی ہے اور وہ
 بہا ہم سرت ہوتی ہیں تو لوگ ان کو دیو پوت جانتے ہیں جیسا کہ ہندوؤں میں
 جھلی باندھ کر ان کو کہتے ہیں۔ ہم نجوبی جانتے ہیں کہ کہس کہی دینا کے
 پردہ پر رہتی۔ جو اشخاص کہ ایسی کہانیوں لغو پر اعتماد کرتے ہیں وہ جاہل
 ہیں۔ القصہ راجپوتانہ کی طرف چلے چلی رام گدہ یا رام ٹیک میں جو
 بایہ تخت ملک برار سابق زیر حکم قوم مرہٹہ تھا بایہ نجی۔ ناکپور پہنچ کر
 راجپوتانہ دریا سے بایہ سی پور گیا اور ضلع ساگر میں کہ آب احاطہ ضلع
 مغربی میں شامل ہے۔ رام گدہ یا رام ٹیک کو قرب ہوا میں راجپوتانہ
 برسر اپنی جلا وطنی کو خوشی تمام گداری اور اگر کہیوں یا عابدوں کو کہ اس بایہ میں جیلوں
 رہتی تھی دست برد و جملوں قیادوں سے خط و کتابت اور ایک دو مرتبہ انسی بعض بعض سے
 اپنی ترقی و کمان سے مار ڈالا آخر الامراد سے طرف مغرب
 کے رخ کیا اور وہ ناگوری جیل و حصہ جنوبی سلطنت نظام میں سے گذر کر
 اضلاع متعلقہ احاطہ ہندی میں داخل ہوا اور بمقام سیجاوالی واقعہ محل
 دریا کی گودا دریا جو دریاؤں ہند میں سے ایک گدہ یا سی قیام کیا۔ زمانہ حیات

نارنگ

اس مقام کا نام ناشک یعنی جگہ ناک کی ہے اور وجہ یہ ہے اس جگہ سے کہ
 اس مقام پر ایک ایسی ہی واردات واقع ہوئی ہے جس سے اس کا نام ناشک
 مشہور ہو گیا ہے یہ مقام حد غربی جنگل وسیع ڈنک ارنیا ہے۔ راجندر
 شمالی و پھارون و ندیا سے گذر کر اس ملک میں داخل ہوا جو اصطلاح علم
 جغرافیہ میں جزیرہ نما کہلاتا ہے۔ اب راجندر احاطہ مہی میں تھا وہاں سے
 رخ طرف اصراف متعلقہ احاطہ مدراس گیا اور چونکہ وہ ہند میں ملک
 پرتا رہا اس لئے قصہ اس کا تمام ملک میں پھیل گیا۔ قرب و جوار کے
 جنگلون میں سب سے جنگلی لوگ جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے رہتے تھے۔ وہ چوڑے
 سرداروں کی زیر حکم تھے اور تمام جزیرہ نما پر پھیلے ہوئے تھے اس کا سردار
 اعظم بمقام لشکر کا اب بنام سلیمان معروف اور جنوبی کنارہ ہند سے سویل
 کے فاصلہ پر واقع ہے رہتا تھا اس کا نام راون تھا اس کے بیٹے شمالی
 حصہ جزیرہ نما ہند میں بطور نیابت حکمرانی کرتے تھے۔ یہ بات کچھ
 عجائبات سے نہیں۔ جس طرح کہ زمانہ حالین اقوام عرب جا بجا ملکوں میں
 پھیل گئے ہیں اور اگرچہ ایک جا سے دوسری جا میں نقل کرتے ہیں یہ بھی ایک
 ہی حاکم کے مطیع رہتے ہیں۔ یہی حال اون دنوں میں ملک ہند کا تھا راون
 کی ایک بہن کا نام سوچکھا تھا وہ اپنی بیٹیوں کے ساتھ دریائے گوداوری
 پر رہتی تھی۔ راجندر کو جنگلون میں دیکھ کر اس پر عاشق ہو گئی اور وہاں
 کی خواہان ہوئی پر راجندر راضی ہوا اس انکار کے سبب وہ بڑی غصہ
 ہوئی۔ راجندر دلچسپ اس کے حملوں سے بچنے کے لئے بنا چاری بہاگ

نارنگ

سو پنکا کا بیہ بڑا نقصان ہوا کہ او کی ناک کٹ گئی اس امر کا ذکر اسکا
 محض سنی کیا گیا کہ وجہ قسمہ اور مقام کی معلوم ہو جاوی۔ الفتنہ سو پنکا
 خون آلودہ اپنی بیانیوں بہر اور دوشن کی پاس بہاگ کر اذکو اس بات
 آمادہ کیا کہ چلکر امچند رو غیرہ پر حملہ کرے اور اسکا عوض لیون بیاس خاطر
 کے دونوں بیانیوں فی لشکر فراہم کرے۔ امچند کی طرف روانہ کیا لیکن
 سبب شجاعت ذاتی اور قوت جسمانی کی غالب آیا اور فتح او کی نصیب
 ہوئی۔ غنیمت کی فوج غارت ہوئی اور دونوں بیانی راون کی مار گئے
 اور یہی حال اذکو ہمار بیون کا ہوا۔ فوج قبل سی فوج کثیر کو شکست دینا
 کچھ امر عجیب تھا کیونکہ امچند رو لچھیں دونوں بڑی بہادر اور زور اور
 شہے اور فرس بہا بگری خصوصاً علم تیر اندازی میں قادر اور اسی سبب
 ادھون نے تھوڑی لشکر سی فوج بقاعدہ غنیمت کو شکست دی۔ رامین میں
 ہر جای تعدا لشکر غنیمت سی بالغہ سی لکھی۔ ہر کہ قابل یقین نہیں۔ الفتنہ
 بہر اور دوشن دونوں قتل ہوئی اور سو پنکا بہاگ کر راون کی پاس
 چلی گئی اور اذکو اس معرکہ سی مطلع کیا۔ ازراہ حدود بہ ارادہ حصول
 مطلب او سنی سنا کہ حسن کی بڑی تعریف کی اور راون کو اس بہاگ
 آمادہ کیا کہ سنا کو لا کر اپنی اپنی بناوی راون فی کچھ تو اس سبب
 کہ اپنی بہاگین کی قتل کا عوض لیوی اور کچھ سبب غشی سنا کہ حسن
 کی تعریف او سنی سنی تہی فوراً اپنی بہن کی درخواست کو قبول کیا لیکن
 قبل از روانگی کو اوسنی اپنی دوست باریج کو اس بہاگ میں صبح کی

اوسنی را دن کو نیست سہا یا کہ اس ارادہ سی باز او کیونکہ حال اہل دعا و دعا
 را مچند کہ بخوبی جانتا تھا کہ وہ خود ادسکی ہاتھ سی زخمی ہو چکا تھا لیکن
 ادسکی فہمائش کچھ کارگر نہ ہوئی اور را دن اپنی ارادہ پر مستقل رہا اور
 مارچ سی کہنی لگا کہ میری ساتھ چل کہتی ہوں کہ مارچ کجکل ہرن جوستھا
 برنگ سرخ بندال ہو گیا سیتا ادسکو خوبصورت دیکھتا تھا دیکھا کہ
 سی کہنی لگی ادسکی بھی جاو اور ادسکی پکڑ لاو را مچند رہی ادس ہرن کا چہرہ
 اور بہت دوزخ لگ گیا جب وہ عرصہ تک واپس نہ آیا تو سیتا بڑی
 و شرد ہوئی اوسنی چہن کو ادسکی بھی روانہ کیا اور خود نہا کجکل مین کی
 اس موقع کو غنیمت جانکر را دن اچانک آیا اور مرچید سیتا چلائی رہی
 پر ادسکو وہ ادھا کر لے گیا۔ یہ قصہ قریب الغل و فہم تر ہمین طرح
 پیچ نہیں اکثر عورات کو اونکی رفیقوں کی غیر حاضری مین ادھا کر لے کر
 ادس بہت ہی ممکن ہی کہ شاید وہ ہرن ملی ہرن ہو لیکن اشخاص بہ خیال
 کرنی مین کہ آئی ہرن کی شکل بن سکتا ہی او کو اختیار سی ایسا خیال کرتا
 لیکن کوئی صاحب عقل شعور ایسی امور دور از قیاس کا یقین نہ کر سکا۔
 الغرض را دن سیتا کو بی انکہ راہ مین کسی سی مقابلہ ہو لٹکا کو لی گیا مچند
 بروقت مراجعت کی سیتا کو وہاں موجود نہ دیکھ کر برا منہ موم دیا ہوسا
 ہر خند اوسنی تلاش و تجسس کی لیکن کچھ فائدہ ظہور مین نہ آیا آخر کار بعد
 بہت تلاش کی کچھ رقوم زیورات جوستیا پنی ہوئی نہی راہ مین گری
 ہوئی ملین اور اس طرح سراغ ادسکا لگا را مچند رو چہن فی ایک قوم بھی

باشند کان کوستان اصلع خوبی بند سی دوستی پیدا کی اور وہ ناشک
 سی براہ پونا و دیگر اصلع متعلقہ احاطہ مہی و قلم و ستارہ اور بعض اصلع
 نظام دکن کی جنوب کی طرف گئی اور دریائی کرشنا سی پار ہو کر سدھل
 دریائی ہو ننگدر را پر متصل شہر انگوٹھی جا پہونچے۔ یہاں ایک اور جی
 معروف بنام پٹیا متصل سلسلہ پیارڈون کشندیا کی پستی ہے اور وہ پٹیا
 دوریا بتک اوہنیں ناموں سی معروف ہیں۔ باشندگان اہم مقام
 بڑی جسم و زور آ، رو و خوش سیرت و ہیام سیرت ہیں اور جیسا کہ
 کوس و گوندہ پیل اور دیگر اقوام ساکن کوستان اقوام راجوت و دیگر اقوام سی رنگ اور
 وضع میں مختلف ہیں ایسی ہی رنگ و وضع قطع میں ساکنین ممالک شمالی ہند مختلف
 ہیں رنگت اور قوم کی تمام تنوع کچھ تہی اور تالی و دیگر ودا اشخاص بیانی ہائی
 سردار و مخالف فریق کی تہی سگر بونی بد در امجد راجنہ ہائی
 بالی کو مارڈالا اور سلطنت پر قبضہ کر لیا بعض احمدت کی سگر بونی
 اقرار کیا کہ میں سینا کی تلاش کرونگا اور مخالف کی ہاتھ سی چوڑا ہنگی و
 حتی الامکان مدد دینگا اہل ہند بتک یہ یقین کرتی ہیں کہ جنگی لوگ
 جہونیکہ راجندر کی اس مہم میں مدد کی بندرتی اور بعض اس سی ہی گذر
 بندرون کو جو حتی میں اس رسالہ کی تصنیف سی یہ غرض نہیں کہ اون
 لوگوں کو او کی بیوقوفی کا یقین کرایا جاوی البتہ قصص سہودہ و دور
 از قباس بر کوئی صاحب عقل و شعور یقین نہ لایگا کیونکہ ظاہر ہے کہ
 کہی نہ ہوا ہوگا۔ سبب اس غلطی ران لوگوں کی غلط فہمی کا یہ ہے

संगक
 प्राणीगुदी
 पया

वाजी
 सुजीव

کہ ادن پہاڑی لوگوں کا رنگ سیاہ تھا اور قد چوٹا وہ وحش سرست
 و بیابان سرست تھی اس میں شک نہیں کہ فی زمانہ اقوام گونا گوں پہلے
 آدمی تغلیب باغون میں بندوں سے مشابہ ہیں۔ القصہ راجندر کی شہر
 بہار میں واقع احاطہ مدراس پر جمع کیا اور جاسوسین کو بھیج کر دیکھا
 گیا کہ اوسکا مخالف جو ستیا کوئی کیا ہے لنگا میں رہتا ہے ایک جاسوس نے
 جو سب سے دیر ہا لنگا میں پہنچ کر دریافت کیا کہ ستیا حقیقت ادن میں
 قید ہے۔ راجندر کا لشکر براہ بنڈاری یا اضلاع محروسہ سرکار کپڑی انگریز
 بہادر واقعہ احاطہ مدراس و سلطنت سیور و ضلع سپہم سے روانہ ہوا انتقام
 وہ دریا کی کوری سے عبور کر کے اور اضلاع ٹرجا پوری اور میسور سے گذر کر
 کنارہ سمندر پر مقام رام نادہ وار دہوا یہ مقام قریب حد جنوبی جزیرہ نما
 ہند کو واقع ہے۔ رام نادہ اب بھی ایک بڑا شہر بہت مشہور و معروف ہے
 لوگ تمام ہندوستان سے اس جگہ تشریف کر کے جاتی ہیں۔ جزیرہ سیلان بالنگا
 ہند کو جنوبی کنارہ سے قریب ایک سو میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور بائیں
 اون کی طرح بنیاد ہے۔ واقع ہو کہ راجندر کی عہد میں کشتی یا جہاز سمندر میں
 بہن چلتی ہے اور اسی وجہ سے راجندر کی فوج کو سمندر پار پہنچنے پر ہی وقت
 و دشواری ہوتی لیکن سمندر میں اون مقام پر ایک بڑی قطار بہاروں کی
 ہے جو دو چوٹی جزیرہ کو باہم ملاتی ہے۔ اس زمانہ میں سرکار انگلینڈ نے
 زرخیز صرف کر کے بائیں رام انترم و رام نادہ چوٹی چوٹی جہازوں کے
 گذر کے واسطے پہاڑ کاٹ کر راستہ بنایا کہ بڑی جہاز و مرگبٹ خانی

مہل یا پھل

بھلائی

میراثہ پالی

رامناथ

راماچل

تو ابھی لشکا کی گرد ہو کر کئی دنوں میں ساحل ہند پر پہنچتی ہیں خبر پڑھو
 ہر ایک مکان پر لشکا راہ چنڈر موجود ہے اور بیان باشندگان
 تیرتہ کر فی جاتی میں۔ ان قطار پیاروں کو حوافیہ دان اہل یورپ دم کا
 پل کہتے ہیں اور ہندو اسکا نام رام شیو کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ پل
 راہ چنڈر کی لشکا پر چڑھائی کیلئے دیکھو بنایا تھا۔ اس قسم کی کہانیاں ہر ملک
 میں پائی جاتی ہیں جہاں کہیں کوئی پیار یا غار یا کوئی قدرتی عجیبیت
 کی ہے اسکا کوئی نہ کوئی نام ضرور مقرر ہے مثلاً خاکسای جبرائیل کو ستون
 ہر کلیس کہتے ہیں اس شخص کا مذہب اہل یونان میں دسی درجہ رکھتا ہے
 جو کہ راہ چنڈر کا مذہب ہندو میں۔ ایرلند کی ملک میں ایک سلسلہ پیاروں
 سمندر میں دو تک چلا جاتا ہے اسکا نام بہتوں کا بل معروف ہے۔ ان
 ناموں کی ہونسی کوئی یہ خیال نہیں کرنا ہے کہ وہ کوہ کلیس بہتوں نے
 بنایا ہے یا وہ اونسوی کچھ تعلق رکھتی ہیں۔ اس پیار کو کہ مابین رام شرم
 و ام نادگر واقع ہے سو ہی ہندو کی سب لوگ آدم کا بل کہتے ہیں۔ یہ
 بل کا نام ہی کوئی اس نام سے یہ خیال نہیں کرنا ہے کہ اسکو آدم کی بنایا یا
 وہ اس سے کچھ تعلق رکھتا ہے۔ اس طرح یورپ میں لوگ یقین کرتے ہیں
 کہ آتشی پیاروں کی بجائے پتلی دبی ہوئی ہیں اور جیوقت وہ دم لیتی ہیں تو
 اونکی سانس کی ساتھ آگ نکلتی ہے پس انہوں نے کوہ آتش خرمین
 آگ نکلتی کی یہ وجہ قرار دی تھی۔ اس میں شک نہیں کہ اس زمانہ
 میں لوگ یہ سمجھتے تھے کہ بہت ہی مخلوقات میں ہیں اور وہ دنیا

रामदेव

برده بر موجود من اور وجہ اونکی پہاڑوں کی نیچی رستی کی بھی بیان کرتے
 لیکن از روی محال تحقیقات دریافت ہوا ہے کہ یہ قصہ شخص مختص کی
 دلی بیاد میں نادان و پھلائی اور ان طور قدرتی گویان کر نیکی اور جو ادنیٰ علم
 ناقص سے باہر تہی یہ کہانیاں سرسری تماشیاں ہیں۔ تمام دلیات رومی نے
 پر اوس زمانہ میں اس قسم کی کہانیاں زبان زد خلایق تھیں حتیٰ کہ تمام
 طبقہ یورپ و انگلستان میں بھی بھٹون کا جرجا تھا اور اس قسم کے قصے
 جنہیں ذکر سمیوت اور جن کا ہولوگو تھیں مشہور تھے لیکن اس زمانہ میں وہاں
 کوئی اونکا یقین نہیں کرتا ہی بھی حال خصوصاً ان قصص کا سمجھا جاتا
 جو نسبت رام سیتا زبان خلایق پر جاری ہیں۔ وہ تمام نادان و پھلائی
 کی ایجاد ہی میں دراصل اونکی بنا رستی پر نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ
 جب سی جبرہ شمار بند یا جبرہ سیلان موجود تھے وہ پہاڑی ہاں
 فایم میں پہاڑیاں دیہار سمندر کی تہ سے اونٹنی میں اور مادہ جمع ہو کر زمین
 کی سطح پر پہاڑیاں یا پہاڑ تھے میں بیشک جب رام چندر معہ شکر رام ناد
 ہو سچا نو وہ قطار پہاڑوں کی دھان موجود تھی اور سپر سے رام چندر
 معہ شکر بار سمندر ہو کر سیلان میں داخل ہوا اور چونکہ حال اوسکا تھیں
 بند اور اوس دیار کی کہی گوش زد ہوا تھا تو ادھون فی عجیب عجیب
 قحطی نسبت اوسکی دل سے تراشی اور آخر ہمیشہ سہور کر دیا کہ رام چندر
 جسی اوس اول دیکھا تھا اوسکا بنائو لای *
 خبر کسی نہ کسی طرح رام چندر نے انکا من اور کر شہر پر حمل کیا اور اجد معہ و

نحار بہ سخت جو آئندہ دن تک بر پار ہاراون کو قفل لیا اور باشندوں کو
 تیغ بیدریغ - وہ اپنی رانی سینا کو جو سب طرح پاک و صاف رہی غم
 تانبہ سے چوڑا لایا - اب پچاس برس سے سیلان ہر کار انگلشیہ کے قصبہ میں
 ہے - وہ اب کئی اطلاع میں تقسیم ہے اور طریق حکومت و بندوبست ہنگا
 و سیاہی ہے جیسا کہ اب ہندوستان میں جاری ہے - وہ رنگ اور لباس
 اور عادات میں باشندگان ہند سے بہت مختلف ہیں وہ بڑے کوکونوں
 اوتار و شنو کا ہی ہنسی میں ہنود کا یہ بیان کو لنگا میں کہیں رہتی ہیں اور
 کوچہ و بازار میں وہاں سونکا فرش ہے سب دروغ ہے جو چاہی سو جا کر دیکھتے
 وہ مکان کچھ دور نہیں کلکتہ سے چند روزین ہادی سب سے جا کر
 اصل امیت دریافت کر سکتا ہے *

چونکہ راجندر کی معاد خلا وطنی ختم ہو چکی تھی تو ادنیٰ سے اپنی رانی سینا کے
 طرف اجدہیا کی مرجھت کی قیاس یہ جا تھا ہے کہ جس کو ہند وہ گیا تھا
 رہتے وہ واپس آیا کیونکہ اس کو ایک ہی راستہ معلوم ہو گا اب اگر کوئی
 اجدہیا سے لنگا جا یا بھی تو بہتانی دو ہفتوں حد میں ہفتوں میں اس طرح
 جا سکتا ہے کہ کلکتہ تک ڈاک پر جا دی اور وہاں سے چار دھانی پر سوار ہو کر
 آمد و رفت چھیاں لنگا اور ہندوستان میں بڑے ڈاک اب جاری ہے
 سلطنت راجندر و راون دونوں اب صاحبان انگریز پیدا کر کے قصبہ
 راجندر لنگا سے مرجھت کر کے کئی برس اپنی گہر میں زندگانی بسر کر رہا
 اس کی بہائی بہر نے اس کی بڑی خاطر داری کی اور وہ بخوشی نام بجا

بہر اوقات گرفتاری کی گھاٹی کہ بہت فی ایک شہر و رہا ہی سندھ پر تعمیر کیا اور آباد کیا
 یہ بہت بے از قباس معلوم ہوئی اور بڑے کتاب رکھنے میں بھی سی اور طرز تعلیم
 واقع ملک پنجاب میں بہر اوقات قیوم علی آتی سی اور نام گلی و بہت بڑے گروہان شہرین
 چھین کر گئی تھی اور ہونے والی چھیا پر شہر بنایا۔ پھر گروہ سے ایک کا
 نام کتا تھا اور دوسری کا لاؤ بیت سی خاندان راجپوت اور گلی اولاد
 میں سے اب بھی موجود ہیں اگرچہ سلطنت اچھو دیا اور کئی قبضہ میں
 اور نام کو مل کا اور کئی صفحہ دل سی محو ہو گیا ہی لیکن تاریخ راجندر اور کو خوب
 یاد ہی اسلئے حال اسکا در ملک کی کتاب الامین میں درج سی اور ہر سال
 بادشاہی کے لئے تیوار کے سپہرہ کا ہوتا سی۔ کوئی شخص یہ نہیں چاہتا سی کہ
 کوئی قوم حال بہت و سرگزشت اپنی حاکمون یا بزرگون یا اشخاص صاحب
 غم کا بھول جادی۔ اور کو چاہتی کہ ایسی بہت و سرگزشت کو اپنی دین
 کا نقش فی الحجر کریں اور اپنے نام ان ہوں۔ لیکن جو شخص کہ عقل سی سپہرہ
 کہتا سی اور جو کچھ پیچ میں تعمیر کر سکتا سی قصص۔ ہیودہ و دور از قیاس
 پر یقین نہ لادیکا۔ سب پر روشن سی کہ چار ہزار سال سی اب تک انسان
 کہ قد و قامت و زور و طاقت میں بہت سی کم فرق پیدا ہوا سی اور اس
 شک نہیں کہ باشندی چند کی راجندر کے عہد میں ویسی ہی تھی جیسی کہ اب
 اور جو بات کہ اب قریب القیاس ممکنات سی جیسا کہ قریب القیاس
 ممکنات سی ہی راجندر کی بہت دستورہ صفات کو ایسی کہانوں میں
 ملانا اور کئی نام کو مثلاً گانا بہ کہونکہ اس سبب کوئی شخص غیر مذہب و

اور نہ پریقین نہیں کرنا ہی اور نتیجہ اسکا یہ ہے کہ آج تک لوگ ادسکی وجود و
 صفات حمیدہ میں شک لائی ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہی شان
 دیو ہوت کے ہو گا جسکا ذکر کہ کتاب الف بلکہ میں درج ہے۔ ادسکی خوبیاں
 کے قدر جیسا کہ جاہلی گہبی کسی نے نہیں کی جو اشخاص کہ راہی سلیم رکھتی ہیں
 یہ خیال کرتے ہیں کہ نفس امارہ دوسرے کو مغلوب کرنا تیرنگ سہی بہت
 بہتر ہے اور اسلئے راجندر کی متابعت والدین تیرنگ تیرجج رکھتی ہے۔
 نقشبات ملحقہ سے حال ہندوستان کا جیسا کہ عہد راجندر میں تہا دنی ماننا
 ہی بخوبی دریافت ہو سکتا ہی جای افسوس ہے کہ اہل ہند کی توجہ علم خرافیہ کے
 طرف بہت ہی کم ہوئی ہے اور مغرور و صاحب علم اس ملک کی ایسی جہالت
 و نادانیت علم خرافیہ سے شرمندہ ہیں ہوتی اور بے جا تہی کراد کو جو صحیح
 صحیح علم خرافیہ کا نہیں۔ اب ہندوستان چار احاطون میں تقسیم ہے
 یعنی بنگال اگرہ و پنجاب ہندی مدراس تمام ملک ہند اب دریافت
 ہو گیا ہے اور آمدورفت مقامات بعیدہ میں ہی جاری ہے اور شرک
 آہنی و تار برنی کی ذریعہ سے آمدورفت میں آسانی و خبر کے پہنچنے میں بہت
 ہوتی جاتی ہے۔ نقشہ ممالک قدیم کی دیکھنے سے صرف یہاں دریا اپنے
 اصلی مقاموں پر نظر آتے ہیں یعنی اصمقام پر کہ وہ زمانہ قدیم میں تھے
 اوسے مقام پر وہ اب ہی موجود ہیں کچھ تغیر و تبدل بلحاظ مقام
 اونہیں واقع نہیں ہوا ہے۔ ان دریاؤں اور بہاؤں کی سبب تہ
 اور مقامات کا بھی لچانا ہی اور اگر ایسا نہ ہوتا تو اور بہت سی مقامات

मध्यदेश

हिमायन

कान्यकुब्ज

हस्तिनापुर

इन्द्रप्रस्थ

उज्जैन

मिथिला

स्थानेश्वर

मथुरा

विरम

विधेय

कलिंग

बंग

पंजाल

कुरुक्षेत्र

दक्षिणपथ

پتہ بہ دشواری یا سرگزشتا جن ملکوں میں کہ لنگا و جہا بہتی میں یا جہاں
راجپوت و برہمن رہتی ہیں وہ مدیہ دیس کہلاتا ہے۔ اوسکا شمال میں
لہہ ہمایں و خوب میں و ندیا بہت تھا۔ وہ اہون و پلہون کا ناموں
واقف تھے اور وہی نام اب ملک جلی آتی میں بری بڑی شہروں میں
بعضوں کا پتہ اب بھی ملتا ہے لیکن اوس میں سواری کا شہنشاہ س کے وہ
روشن پانی نہیں جاتی تھی کا بنا کوچ بافتوح بہت آباد و اندر بہتہ آہن
مشہل ستہا شہر باہر شہر تمام لہ روشن پری میں حد و سلطنت
دریہ و آبی کلنگ تھا کوسلا بنگ یا پنجال کورک چتر دہشت
اب بدشواری وہ وقت دریافت ہوتی ہیں *

برخلاف سکی ممالک دہشیں تپہ ڈنگ اریا میں جو سابق غراباد
وہ برہمن ٹری ہوئی تھے اب آبادی بہ کثرت ہی باوجود اس قدر غور
کے دیکھا انسان کی صنعت و کاری گری کیسی ناپائیدار ہے لیکن دریا
و بہار کہ صانع حقیقی کی صنعت سی میں ہمیشہ اپنی جاسے پر قائم ہیں
اور تغیر و تبدل او میں راہ نہیں پاتی ہیں ہی حال افعال نوب کا ہی
اگرچہ زمانہ کی بات سی برچی و کمان را مجند رخاگ میں مل گئی اور نشان
اوسکا باقی نہ رہا لیکن اوسکی اوصاف حمیدہ و افعال برگزیدہ اب تک
زندہ و برقرار و قابل تعریف کی ہیں *

تمام شد

